AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نظمِ قرآن کے حوالے سے مولانا حسین علی الوانیؒ کا اسلوب

Maulana Hussain Ali Alwani's Approach to the Coherence of the Qur'an (Nazm al-Qur'an)

Dr. Nabeela Falak *(Corresponding Author)*
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Sargodha Campus, Pakistan.
Ayesha Sharif
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Sargodha Campus, Pakistan.

Abstract

The Holy Qur'an is a miraculous discourse due to its eloquence of language, clarity of expression, excellence of meanings, beauty of themes, finest composition, and supreme coherence. Despite the diversity of subjects, meanings, and purposes, there exists a perfect order and interconnection among the Qur'anic verses and chapters. For this reason, the commentators not only acknowledge the coherence and structure of the Qur'an but have also discussed it in their commentaries in various styles and approaches. Among these commentators, Maulana Hussain Ali Alwani (رح) is a prominent name. He possessed a remarkable aptitude for identifying the coherence, interrelation, and summarization of the Surahs. In his dictational commentary Balaghat al-Hayran fi Rabt Ayat al-Furqan, he presented an extensive and profound discussion on the interconnection and proportionality of the Surahs from Surah al-Fatihah to Surah an-Nas. This research paper attempts to highlight Maulana Hussain Ali Alwani's style in explaining the coherence of the Qur'an. The approach adopted by Alwani (رح) in presenting Qur'anic coherence is not significantly different from that of the classical scholars. He relies on authentic traditions, the sayings of the Companions, and reliable reports concerning the occasions of revelation. Avoiding deviation and excess, Maulana Hussain Ali Alwani's method in explaining the coherence and structure of the Qur'an appears highly cautious and balanced.

Keywords: *Nazm al-Qur'an, Hussain Ali Alwani (رح), Methodology / Style*

تعارف

مولانا حسین علی الوانی بن حافظ محمد عبداللہ جنوبی پنجاب کے شہر میانوالی کے ایک دور دراز دیہات واں بھچراں میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے خدمتِ قرآنِ کریم کا وہ کام لیا جو کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ مولانا حسین علی چودھویں صدی میں رجوع الی قرآن کی تحریک کے سرخیل تھے۔[1]

ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی اور علاقے کے علمأ سے حاصل کی۔ بعد ازاں ہندوستان کی جلیل القدر علمی شخصیات اور فقہا مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا مظہر نانوتوی اور مولانا احمد حسن کانپوری کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ تفسیرِ قرآن کی تعلیم مولانا

[1] محمد الیاس، میاں۔ مولانا حسین علی حیات و خدمات، اشاعت اکیڈمی پشاور، ص، ۵

مظہر نانوتوی سے حاصل کی مگر قرآن فہمی کا ذوق انہیں بارگاہِ الٰہی سے عطا ہوا تھا۔ برصغیر کے شہیر دینی مدارس کے فضلاٗ آپ کے پاس واں بھچراں آکر تفسیر پڑھا کرتے تھے۔[2]

تفسیر قرآن مجید کی ایک طویل تاریخ ہے جسکا سلسلہ جو نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے شروع ہو کر صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین وسلف مفسرین سے ہوتا ہوا دور حاضر میں ہم تک پہنچتا ہے۔ اور تفسیرِ قرآن کی یہ تاریخ مختلف الوان اور اقسام کی تالیفات سے بھرپور ہے۔ قرآنِ مجید کے اعجاز کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کی تفسیر کی جائے اور جوں جوں تفسیر کی وسعتیں بڑھتی ہیں قرآنِ مجید کا بحر بیکراں جواہر بے بہا سے مفسر کا مالا مال کرتا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا اشادِ گرامی ہے : لا تنقضی عجائبه،(اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے)۔

اسلوبِ تفسیرِ قرآن

مولانا حسین علی کا اسلوبِ تفسیر تفہیم نص سے قریب تر ہے کیونکہ ان کا انداز معلمانہ ومفسرانہ سے زیادہ دعیانہ ومصلحانہ تھا۔ تفسیرِ قرآن کے بارے میں آپ کا مخصوص انداز تھا، اسی توحید کے بارے میں بیان کرنا جو قرآنِ کریم میں ہے اور جو آیات ونصوص اس سلسلے میں تھی ان کی تشریح اور وضاحت فرماتے۔

مولانا الوانیؒ کو نار گاہِ ایزدی سے سورتوں کے خلاصوں اور نظم ومناسبت پر خاص ملکہ ودیعت فرمایا گیا۔ چالیس سال سے زائد عرصہ تک قرآنی علوم ومعارف پر تدبر وتفکر کا نتیجہ، وہ تفسیری امالی ہیں، جو آپ کے شاگرد مولانا غلام اللہ خانؒ اور مولانا نذر شاہ عباسی نے جواہر القرآن کے نام سے پرتب کئے۔ آپ نے اپنی املائی تفسیر بلغتہ الحیران فی ربطِ آیات الفرقان میں فاتحہ سے والناس تک الگ الگ ارباط وتناسب پر سیر حاصل بحث کی ہے اور قرآنی صورتوں کے خلاصوں پر مشتمل احسن التفسیر المعروف تفسیرِ بے نظیر نہایت عمدہ کاوش ہے۔ مولانا حسین علیؒ کے بیان کردہ نظمِ قرآن کی اہم خصوصیات درج ذیل میں اختصار سے بیان کی جاتی ہیں۔

نظمِ قرآن میں حسین علی الوانی کا اسلوب

جواہر القرآن اور بلغتہ الحیران میں سورت الفاتحہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک پورا قرآن چار گروپس میں منقسم ہے:

پہلا گروپ: سورۃ الفاتحہ تا سورۃ مائدہ

دوسرا گروپ: سورۃ انعام تا سورۃ بنی اسرائیل

تیسرا گروپ: سورۃ کہف تا سورۃ احزاب

[2] ۔ مولانا حسین علی حیات وخدمات، ص،۵

چوتھا گروپ سورۃ سبا تا الناس۔[3]

ایک سورۃ کا باہم مربوط کرنے میں مولانا حسین علیؒ کا اسلوب منفرد ہے، مولانا سب سے پہلے سورۃ کا عمود متعین کرتے ہیں۔ آیات کو دعوی سے منسلک کرنے کے لئے مولانا نے چند اصطلاحات متعارف کروائی ہیں یہ اصطلاحات دراصل وہ نظمی عناصر ہیں جن سے ایک سورۃ کا دعوی پایا تکمیل کو پہنچتا ہے، اور یہ نظمی عناصر دراصل مولانا کے اصولِ نظم و مناسبت ہیں جن کے زریعہ سے ایک سورت نظم و مناسبت اختیار کرتی ہے۔[4] ذیل میں ان اصطلاحات کا مختصر تعارف ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔ دلیل:

دلیل اس بیان کو کہتے ہیں جس سے دعویٰ ثابت کیا جائے۔

۲۔ تنویر دعوی:

بعض دفعہ منکرین سے دعوی کا ایک حصہ تسلیم کرا کے اس کے باقی حصے نہایت وضاحت سے ان کے سامنے بیان کر دئے جائیں جن کی وہ صراحتا تردید نہیں کر سکتے۔

۳۔ تخوف:

دعوی منوانے کے لئے جگہ جگہ قرآنِ مجید میں اللہ کی گرفت اور عذاب سے ڈرایا گیا ہے اسے تخویف کہتے ہیں۔ تخویف دو قسم کی ہے، اول تخویف دینوی، دوم تخویف اخروی۔

۴۔ تبشیر:

تخویف کے مقابلے میں تبشیر ہے، یعنی ماننے والوں کے لئے انعامات کی خوشخبری کا بیان، اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ تبشیر دینوی ۲۔ تبشیر اخروی

۵۔ شکویٰ:

منکرینِ دعوی جب مقابلے میں دعویٰ پیش کرنے والوں کو مختلف طریقوں سے ذلیل و عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کے عجز کا دیکھ کر دعوی کو چھوڑ دیں تو ایسے لاگوں کے حالات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکایت کی جاتی ہے اسی شکوی کہتے ہیں۔ شکوی کی پہچان یہ ہے کی اس کی ابتدا قال یا قالو سے ہو گی۔

سورتوں کے درمیان ربط و مناسبت کے اصول:

سطور ذیل میں سورتوں کے مابین ربط و مناسبت کے اصولوں کو ذکر کیا جائے گا۔ اس حوالے سے یہ بات پیش نظر رہے کہ اصولوں کا تعلق بطور خاص اخذ و استنباط کے ساتھ ہوتا ہے۔ اصولوں کے تلاش و تفحص کے لیے بلغۃ الحیران اور جواہر القرآن

---

[3] ۔ حسین علی مولانا، مقدمہ تفسیر جواہر القرآن (مرتبہ مولانا غلام اللہ خان) کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی، س ن، ص:۵ج:۱

[4] ۔ ایضا، ص:۷

کا حتی المقدور استقرائی جائزہ مطالعہ کیا تو مولانا الوانیؒ کے تصور نظم قرآن کے پس منظر میں کار فرمادرج ذیل اصول سامنے آئے جن کی تفصیل بالترتیب حسب ذیل ہے۔

تفصیل بعد الاجمال:

تفصیل بعد الاجمال قرآنی سورتوں کی باہمی مناسبت کا کثیر الاستعمال اصول ہے۔اس اصول کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

1. فاتحہ سورۃ میں سورۃ کی تفصیلات کو نہایت جامع کلمات میں اجمالاً ذکر کر دیا جائے۔اور مابعد سورت اس اجمال کی تفصیل ہو۔
2. ایک سورت میں اجمال اور مابعد سورۃ میں اسکی تفصیل ذکر کی جائے۔
3. ایک سورۃ میں اجمال اور مابعد کئی سورتیں اس کی تفصیل ہوں،(یہ صورت مولانا الوانی اور سعید حوی کے یہاں ملتی ہے)
4. ایک سورۃ میں مکمل قرآن کا اجمال ہو یہ صورت فاتحہ کے ساتھ خاص ہے۔

قدیم وجدید اکثر مفسرین اسی اصول کی بنیاد پر سورتوں کو مربوط ومنسلک کرتے ہیں۔

علامہ ابن الزبیر الثقفی کی کی البرہان میں، اکثر قرآنی سورتوں کی اسی اصول کی بنیاد پر مربوط کیا گیا۔ مثلا سورۃ فاتحہ کا مکمل قرآن کریم کے ساتھ ربط بیان کرتے کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

"قد ذکر ان کیفیة تضمنها مجملا لما تفصل فی الکتاب العزیز بجملته وهو اوضح وجه فی تقدمها سورة المکرمة"[5]

"یہ سورت (فاتحہ) قرآن عزیز کی جملہ تفصیلات کے اجمال پر مشتمل ہے، یہ اس سورۃ مکرمہ کی مقدم ہونے کی بہترین توجیہ ہے۔"

تفصیل بعد الاجمال استقرائی اصول:

علامہ سیوطیؒ کا نظریہ بھی یہی ہے کہ قرآن کریم کی اکثر سورتیں اسی قاعدہ اصول کی بنیاد پر مربوط ہوتی ہیں۔

ربط ومناسبت پر گفتگو کرنے والے مفسرین کی طرح مولانا الوانیؒ کے نزدیک بھی ایک سورۃ میں کوئی مضمون اجمال کے ساتھ بیان ہوا ہے تو مابعد سورۃ میں اس کی تفصیل ہو گی،بسا اوقات یہ تفصیل ایک سورۃ میں بیان ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ کئی سورتیں اس تفصیل پر مشتمل ہوتی ہیں۔[6]

مولانا سورۃ سبا کو دیباچہ اور سورۃ یسینٰ، صافات اور ص کو اس کی تفصیل قرار دیتے ہیں۔ علاوہ ازین سورۃ الزمر اور حوامیم سبعہ کو سورۃ فاطر کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

---

[5] ۔ابن زبیر، علی بن ابراہیم،البرھان فی تناسب سور القرآن، تحقیق،سعید بن جمعہ، دار ابن جوزی للنشر والتوزیع،۱۴۲۸ھ ص:۸۳

[6] ۔الوانی حسین علی،مولانا،جواہر القرآن،ص:۹۵۲ج:۳

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جیسا کہ آپ سورۃ سبا کے آغاز میں لکھتے ہیں:

”سورہ سبا سے قرآن مجید کا چوتھا حصہ شروع ہوتا ہے اس حصے کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالیٰ سے کام کرائے، اس لیے حاجات و مشکلات میں اور مصائب وبلیلات میں صرف اللہ تعالیٰ کا پکارو اور صرف اس کی عبادت کرو اور اس کی پکار اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو اس سے معلوم ہوا کہ اس حصے کے مرکزی مضمون دو ہیں۔ نفی شفاعت قہری 2 نفی عبادت غیر اللہ چنانچہ سورۃ سبا میں نفی شفاعت قہری کا بیان ہے،۔۔۔۔ اسکے بعد یسین، صافات اور ص میں مضمون اور نفی شفاعت قہری کو بطور ترقی بیان کیا گیا ہے،۔۔۔۔ اس طرح سورۃ فاطر پر مرتب اور اسکی تفصیل ہیں۔ چونکہ سورۃ سبا، یسین 2۔ صافات اور 3۔ ص کا دیباچہ اور مبدا ہے اور اسی طرح سورۃ فاطر، زمر اور حوامیم کا مبدا اور دیباچہ ہے اس لیے ان دونوں سورتوں کو الحمد اللہ سروع کیا گیا“[7]

اجمال بعد التفصیل:

قرآنی سورتوں میں ربط و مناسبت کا اہتمام کرنے والے مفسرین کے یہاں تفصیل بعد الاجمال کے علاوہ اجمال بعد التفصیل (یعنی بیان کردہ احکامات کا جامع خلاصہ آخر میں بیان کر دیا جائے) کا اصول بھی پایا جاتا ہے۔

مولانا الوانیؒ بھی اجمال بعد التفصیل کے اصول کے تحت سورتوں کے مابین ربط قائم کرتے ہیں مثلاً سورۃ البروج کا ما قبل سورتوں کے ساتھ ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس سورۃ (البروج) کا ما قبل کے ساتھ (یعنی سورۃ الملک سے لے کر اس جگہ تک) ربط دو طریقوں سے ہے۔

1. سابقہ سب سورتوں کا اجمال، اس میں دنیوی اور اخروی عذاب دونوں کا ذکر ہے۔
2. اس میں (له ملك السموت والارض والله على كل شئ شهيد) سے توحید ذکر کی گئی کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے اسی ہی کو پکارو اس کا شریک فی العبادات نہ بتاؤ۔[8]

علی سبیل الترقی:

ایک سورۃ میں ایک مضمون بیان ہوا اور بعد سورتوں میں اس مضمون کی شدت اور زور میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا جائے، مولانا الوانیؒ اسے علی سبیل الترقی کا نام دیتے ہیں آپ کے نزدیک بعض سورتوں کے ربط میں یہی اصول کارفرما نظر آتا ہے۔

---

[7] ۔ ایضا

[8] ۔ الوانی، حسین علی، مولانا، تسہیل بلغۃ الحیران، ص:۵۹۳ ج:۲

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مولاناسورۃ الانبیاء کا سورۃ طہ سے ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سورۃ طہ میں بیا تا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں لہذا اسی کو پکارو:(لا الہ الا انا فاعبدنی) [9] اب سورۃ الانبیاء میں علی سبیل الترقی یہ بتایا جائے گا کہ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیم السلام کی طرف یہی وحی کی گی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں لہذا اسی کو پکارو۔(وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیه انه لااله الا انا فاعبدون) [10]

3۔تمتہ

بعض دفعہ ایک سورۃ میں کوئی مضمون بیان ہو رہا ہوتا ہے کہ اگلی سورۃ شروع ہو جاتی ہے تو مابعد سورۃ میں وہ مضمون تمام و کمال پہنچ جاتا ہے مولانا الوانیؒ اُسے تمتہ کا نام دیتے ہیں بلغتہ الحیران اور تفسیر جواہر القرآن میں بہت سی سورتوں کا باہمی ربط اسی اصول کی بنیاپر ہے مولانا الوانیؒ سورۃ مریم کو سورۃ کہف سے مربوط کرتے ہوئے ربط کی سرخی کے تحت لکھتے ہیں:

”سورۃ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا، جو شبہات باقی رہ گئے تھے، ان کا جواب سورۃ مریم میں دیا گیا ہے۔ گویا سورہ مریم سورۃ کہف کے لیے بمنزلہ تتمہ ہے۔“ [11]

اسی طرح سورۃ القمان کو سورہ مریم سے مربوط کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”سورۃ القمان کو ما قبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ضرور فتح عا کرے گا بشرط کہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو اب اس سورۃ میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال کا بیان ہوا گویا یہ سورۃ سورۃ روم کے لیے بمنزلہ تتمہ ہے۔“ [12]

5۔اتحاد معنوی:(مضمون کی یکسانیت)

مولانا الوانیؒ کے یہاں چونکہ مضمون کی یکسانیت سورتوں کے ارتباط کا ایک اہم سبب ہے اس اصول کی روشن میں بلغتہ الحیران اور تفسیر جواہر القرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سورۃ حدید تا سورۃ تحریم دس مسلسل سورتوں کو مضمون کی یکسانیت کے اعتبار سے سورۃ حدید کے ساتھ مربوط منسلک قرار دیتے ہیں۔

---

9 ۔ طہ ۲۰:۱۴

10 ۔ الانبیاء ۲۱:۲۵

11 ۔ الوانی، حسین علی، مولانا، جواہر القرآن، ص:۲۵۷، ج:۲

12 ۔ ایضا، ص:۹۰۷، ج:۲

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مولاناسورۃ حدید کے آغاز میں رقمطراز ہیں:

"سورۃ مجادلہ سے لے کر سورۃ تحریم تک مضمون کے اعتبار سے تمام سورتیں سورۃ حدید ہی سے متعلق ہیں سورۃ حدید میں دو مضمون مذکورہ ہیں۔ اول: اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا حکم دو: جہاد کی ترغیب۔"[13]

اس کے بعد چار سورتیں المجادلہ، الحشر، الممتحنہ اور الصّف سورۃ حدید کے دوسرے مضمون (ترغیب علی القتال فی سبیل اللہ بطور لف و نشر غیر مرتب متفرع ہوں گی۔ اور اگلی چار سورتیں الجمعہ، المنافقون، التغابن اور الطلاق سورۃ حدید کے پہلے مضمون انفاق فی سبیل اللہ پر متفرع ہیں اس کے بعد سورۃ تحریم میں سورۃ حدید کے دونوں مضمون کا بطریق لف و نشر مرتب بمنزلہ تتمہ اعادہ کیا گیاہے۔ پہلی چار سورتوں میں سے دوسری سورۃ کو اور دوسری چار سورتوں میں سے ہر پہلی سورۃ کو تسبیح سے شروع کیا گیا تاکہ اصل مسئلہ نفی شرک ذہن میں رہے اور اس سے ذہول نہ ہونے پائے اور معلوم ہو جائے کہ جہاد اسی مسئلہ کے لیے کیا جارہاہے۔ پہلے مجموعے کی آخری سورۃ الصّف اور دوسرے مجموعے کی پہلی سورۃ الجمعہ میں تسبیح کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اس لیے سورۃ جمعہ سے سورۃ حدید کا دوسرا مضمون شروع ہونے والا تھا اس طرح ایک مضمون کے اختتام اور دوسرے مضمون کی ابتدا میں امتیاہو گیا۔[14]

مسبحات کی مناسبت:

مذکورہ بالا عبارت سے جہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا الوانیؒ کے ہاں حدید تا سورۃ تحریم تمام سورتیں دو مرکزی مضامین انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد کی ترغیب کے سبب باہم مربوط تو وہاں وہ سورتیں جن کا آغاز سبح فعل ماضی یا یسبح فعل مضارع کے کلمات سے ہوتا ہے (جنھیں مسبحات بھی کہا جاتا ہے) مولانا کے نزدیک ان کے ارتباط کی توجیہ یہ ہے۔ کہ جہاد کا اصل مقصد شرک کی نفی اور خاتمہ ہے لہذا پہلی چار سورتوں میں سے ہر دوسری چار سورتوں میں سے ہر پہلی سورۃ کو تسبیح سے شروع کیا گیاہے تاکہ نفی شرک کا مسئلہ ذہن سے ذہول نہ ہونے پائے۔

مذکورہ عبارت میں مسبحات سورتوں کی باہم مناسبت کے ساتھ ایک اور مناسبت بھی سامنے آئی ہے وہ یہ کہ پہلے مجموعے کی آخری سورۃ صف اور دوسرے مجموعے کی پہلی سورۃ جمعہ میں تسبیح کے کلمات کو جمع کیا گیاہے یعنی دونوں کا آغاز کلمات تسبیح سے ہوتا ہے مولانا کے نزدیک اس کے ارتباط و تناسب کا سبب یہ ہے کہ سورۃ جمعہ سے سورۃ حدید کا دوسرا مضمون شروع ہونے والا تھا لہذا ایک مضمون کے اختتام اور دوسرے مضمون کی ابتدا میں امتیاز کے لیے ایسا کیا گیا۔[15]

---

[13] ۔ تسہیل بلغۃ الحیران، ص:۴۴۹، ج:۳

[14] ۔ ایضا، ص:۱۲۱۹، ج:۲

[15] ۔ جواہر القرآن، ص:۲، ج:۱

6۔سورۃ الفاتحہ کی مکمل قرآن سے مناسبت:

مولانا الوانیؒ کے نزدیک چاروں مضامین جو پورے قرآن کریم میں تفصیل سے ذکر ہوئے ہیں ان کا اجمال سورۃ فاتحہ میں موجود ہے مولانا سورۃ فاتحہ کے آغاز میں فرماتے ہیں:

"یہ چاروں مضامین جو پورے قرآن کریم میں تفصیل سے مذکور ہیں ان کا خلاصہ اور اجمالی خاکہ سورۃ فاتحہ میں موجود ہے۔ چنانچہ الحمد للہ میں حصہ اول کی طرف اشارہ ہے۔۔۔ دوسرا رب العالمین میں مذکور ہے اور تیسرے حصے کی طرف الرحمن الرحیم میں اشارہ یعنی مالک ومختار اور تخت حکومت پر وہی متمکن ہے کیونکہ انتہائی رحمت اور غایت اور شفقت بادشاہوں ہی کی صفتیں ہیں اور چوتھا حصہ مالک یوم الدین مذکورہ ہے۔"[16]

فاتحہ قرآن کی خاتمہ قرآن سے مناسبت:

علامہ فراہی سورہ اخلاص کو خاتمہ قرآن قرار دیتے ہوئے اسے فاتحہ قرآن سے مربوط کرتے ہیں جبکہ مولانا الوانیؒ سورہ اخلاص کو خاتمہ قرآن کی بجائے خلاصہ قرآن قرار دیتے ہیں اور سورہ الناس کو خاتمہ قرآن۔"سورہ فاتحہ میں توحید کے تین الناس میں بیان ہوا ہے۔"الحمد للہ رب العلمین" یعنی پیدا کر کے پالنے والا سورۃ الناس میں بیان ہوا ہے۔اعوذ برب الناس فاتحہ میں فرمایا:ملک یوم الدین سورۃ الناس میں فرمایا:ملک الناس فاتحہ میں فرمایا:ایک نعبد وایاک نستعین ،سورۃ الناس میں فرمایا:وہ جس کی عبات کی جائے اور جس سے مانگا جائے وہ اللہ تعالیٰ جو الہ الناس ہے"[17]

فہم نظم قرآن کے چند اصول:

بلغۃ الحیران، مقدمہ جواہر القرآن اور تفسیر بے نظیر کے مطالعہ سے فہم نظم کے چند اصول سامنے آتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1. جس سورۃ کی ابتدائی آیات میں قرآن کا لفظ ہو تو اس سورۃ میں کوئی ایسا واقعہ مذکور ہو گا جو پہلی کتب سماویہ میں بیان نہیں کیا گیا ہو گا۔
2. جس سورۃ کے آغاز میں "کتاب" کا لفظ ہو تو اس سورۃ میں کتب سابقہ انبیاء کرام علیم السلام کے بیانات کا ذکر ہو گا۔
3. جس سورۃ کی ابتدا میں "کتاب اور قرآن" یہ دونوں کلمات ہوں تو وہاں دونوں باتیں ہوں گی۔
4. جس سورۃ کے آغاز میں کتاب کی صفت "مبین" ہو تو اس سورۃ میں دلائل نقلیہ کا بیان ہو گا۔

---

[16] ۔ ایضا

[17] ۔ الوانی، حسین علی، مولانا، تسہیل بلغۃ الحیران، ص:۳۰۹ج:۱

5. جس سورۃ کے آغاز میں کتاب کی صفت "حکیم" کا لفظ ہو تو اس سورۃ میں دلائل عقلیہ بیان ہوں گے اور سورۃ میں "مبین" اور "حکیم" ہر دو لفظ ہوں تو اس سورۃ میں دلائل عقلیہ و نقلیہ بیان ہو گے۔[18]
6. قرآن مجید کا قاعدہ اکثریہ ہے کہ سورت کے شروع یں تو طبہ تمہید ہوتی ہے اس کے بعد صراحتاً یا ضمناً مدعا کا بیان ہو تا ہے۔ پھر لف و نشر مرتب یا غیر مرتب کے طور پر ان مضامین کا اعادہ ہو تا ہے، یا قصص کو ان پر۔
7. جو مسئلہ سابق سے معلوم ہو سکے اس کو اشارۃ ذکر کیا جاتا ہے اور جو مسئلہ سباق سے معلوم نہ ہو سکے اس کو صرحتہ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ دونوں مسئلے مختصر عبارت کے ساتھ ادا ہو جائیں۔ تفرع کیا جاتا ہے یا ثمرات و نتائج کو اسی طور پر بیان کیا جاتا ہے۔
8. قرآن مجید میں گذشتہ واقعات کے بیان میں جہاں امر کا صیغہ استعمال ہو گا وہاں پر اس سے پہلے قال یا قلنا مقدر ہو گا۔[19]

نتیجہ بحث:

تفسیرِ قرآن کے بارے میں مولانا حسین علی الوانی کا مخصوص اندزِ بیان ہے۔ آپ اسی توحید کے مطابق بیان کرتے جو قرآن میں ہے اور جو آیات و نصوص اس سلسلے میں وارد تھیں ان کی تشریح و وضاحت فرماتے۔ مولانا حسین علی کا اسلوبِ تفسیر تفہیم نص کے قریب تر ہے آپ کا انداز معلمانہ و مفسرانہ سے زیادہ داعیانہ اور مصلحانہ ہے نصِ قرآنی کی تفہیم میں نظمِ قرآنی اور ربطِ آیات و سور کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ مولانا الوانی کے تصور نظم قرآن کو اس اعتبار سے انفرادیت حاصل ہے کہ آپ کا منہج جادہ سلف سے سر مو انحراف نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس موضوع پر خاص ذوق عطا فرمایا تھا جو آپ کو اپنے سابقین سے ممتاز کرتا ہے۔ بلغتہ الحیران اور جواہر القرآن میں احادیث نبویہ، اقوال صحابہ اور شان نزول کی مستند روایات کو ذکر کیا گیا ہے۔ جس طرح کا اختلاف تلاش و تعیینِ عمود میں فراہی مکتب فکر کے یہاں پایا جاتا ہے دعوی سورۃ کی تعیین میں ویسا اختلاف آپ اور آپ کے تلامذہ میں نہیں ملتا۔ الغرض نظم قرآن کی بنیاد پر قرآن کریم سمجھنے اور سمجھانے کا الوانی اسلوب تفسیر آپ کا محتاط اسلوب ہے۔

---

[18] ۔ جواہر القرآن، ص:۱۴ ج:۱
[19] ۔ جواہر القرآن، ص:۱۴، ج:۱